

M.B.KHAN ARTIST Unnawal LUCKNOW

ہر بیماری کا علاج خود کر لو

[illegible]

المشتہر منیجر دفتر [illegible] علی گڑھ

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

چھپو!

یہ پُر ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے۔ اسکے صفحات [illegible] فائل علیحدہ بھی مرتب ہو گئے ہیں۔ ابتدائے ۔۔۔ سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں انھوں نے مسلسل مطالعہ کر لیا ہو گا لیکن ابھی ۔۔۔ خریدارانِ اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے ناواقف ہوں گے۔ یہ مرتب [illegible] اُن کے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے۔

قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم سید [illegible] حسین سابق جج ہائی کورٹ حیدرآباد کے کارنامہ۔ [illegible] مستقلات [illegible] اور تصنیفات میں جنھوں نے اردو زبان کو بھی زبان بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک [illegible] اور [illegible] اگر خود [illegible] زندگی کی قدر و قیمت بڑھا چکے۔

علم الاخلاق۔ [illegible] مہر حسنا بعد کے نصاب تعلیم میں شامل ہے۔ جلد قیمت مع محصول ڈاک ۔۔۔۔۔ عہ

اردو کا سب سے مشہور [illegible] کے مطالعہ کی چیز ہے۔ [illegible] ہر اور عامہ۔ [illegible] فلسفہ [illegible] کا کارنامہ ہے۔ ہر [illegible] خریداروں کو کمیشن مستقل دیا جائے گا۔

المشتہر۔۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فرنچ طلا

[illegible] اور کمزوری کے لئے نفع بخش ہے [illegible] اکسیر ہے خوشبودار اور لطیف بھی ہے تندرست اور بیمار مریضوں کے لیے عجیب تماشا اسکے لگانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ [illegible] کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے قیمت [illegible] نمونہ کا بکس صرف [illegible] مع محصول ڈاک۔

مارول اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۸۹۳ رنگون ملک برما

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید [illegible] حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

[illegible] شاعرانہ استادی [illegible] قیمت فی جلد [illegible] وی پی [illegible] آرڈر [illegible] ہے۔

المشتہر۔۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سوراج سے رجسٹری کیا ہوا

[illegible]

[illegible] کی دوا

[illegible]

دردِ [illegible] کی دوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پتہ:۔ بسک سنچار کمپنی متھرا

معجزنما حمائل مترجم مع تفسیر اردو

[illegible]

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی [illegible] قرآن [illegible] تفسیر [illegible] اردو [illegible] فضائل قرآن [illegible] جلد [illegible] قرآن شریف [illegible] نمونے مفت روانہ ہوں گے۔

ملنے کا پتہ

[illegible] محمد کارخانہ تجارت کتب [illegible] کوچہ [illegible]

دہلی

جلد ۹ — مضامین غیر — نمبر ۱۱
جمعہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

ایک انوکھا جلسۂ تہنیت
اور مہمانوں کی درگت

(بعض اشعار کا مطلب واقفکار ہی سمجھ سکتے ہیں لہذا عام ناظرین معاف فرمائیں صرف لطفِ سخن کا حظ اٹھا ہیں)۔

ہے اک بہار جلسہ ساقیا پھر آب احمر دے — برانڈی کے عوض پیمانہ میں ٹھرا ہی تو بھر دے
نہ گھر میں ہو تو ہوٹل سے منگا کر جلد ساغر دے — بجائے آتش کے کچھ نانپار سے آ سہی تر کر دے
بہر صورت ڈنر میں میزباں کا کام ہو جائے
فسوں قاروں کی تیرا انجمن میں بھی نام ہو جائے

صفائی ہو چکی مجری ہوئی منزل کی گوبر سے — ہے کیا تاخیر اتروائے کے سامان جلد موٹر سے
وہ زینت خوب ہو زینت رکیسوں سے منبر سے — بچھا دو ہار [illegible] آ کر گشت شہر سے
وہ جلسہ ہو کہ اس جلسے کی ہر جا دھوم ہو جائے
ہمارے آج ہم [illegible] نا پوم ہو جائے

یہاں کمظرفی فطری و ابال آیا ہے جت میں — شباب اپنا اثر دکھلا گیا عہد کہولت میں
ترچیدا ہوا فصل خزاں کے نخل صورت میں — ستارہ صبح کا چمکا شب تار نحوست میں
چراغ آرزو روشن ہوا ویران محل میں
ہنگامہ ہے اس گور کا میاں بھرے کمل میں

پس از مدت دل بے شوق کے ارماں نکلتے ہیں — نگاہیں منتظر ہیں دیکھیں کیا سامان نکلتے ہیں
کہ پاس [illegible] سے سرکار رواں شان نکلتے ہیں — عجائب خانہ تو نہیں کہ ایسے بھی انسان نکلتے ہیں
نہ عالم بھر میں کوئی فرد بے آزار یوں ہوگا
کبھی گنگھی نہ فرمائی کہ ناحق جوں کا خوں ہوگا

ہے وہ جو کہتے ہیں ابھی یہ ہے بڑا شر تھا — اسی فیشن میں یہ رہتا جو مل جاتا اسے مرتا
وہ کالی دو [illegible] گھٹنوں تک گھیروں کا کرتا — غذا میں ہے کبھی کدو کبھی بیگن کا بھرتا
[illegible] دال ہے کچھڑی ہوئی سرکار میں پکی
کبھی خاصہ کی ہانڈی ...... بازار میں پکی

غضب کا حسن چہرہ بیاباں پیرانہ سالی ہے — پس از مدت کلاہ کہنہ زریں نکالی ہے
عیاں بوسیدگی سے اسکی کوہ شفتہ حالی ہے — بڑھے گی دل بہ دل زینت کہ جا بجا مشعلی نکالی
کمو یہ ڈھلی جاتی ہے میاں پہچان لو اسکو
پرانی منتروں کا اک نمونہ جان لو اسکو

مزاج خشک گو زاہد سے بھی کچھ ہیکے سا رہ ہے — اسے منظور پیچھے حال میں بختاوروں زادہ ہے
سواری میں کئی موٹر میں بلچنگر کی بارہ ہے — فلک کی سیر کو دوست سے اڑنے کا ارادہ ہے
مزید خوری کا اس سرکار میں سامان پیدا ہے
کہ غبارہ بھی ہے پر ٹھہرا ہے دم کا اندیشہ ہے

وہ صورت فوری جس پر خدا الونا ہو ہاری ہے — عصائے پیر وہ جس پر گمان جو مدار ہی ہے
قرینے عصر کے بار خاطر ہوں کی سواری ہے — رواں ہیں آپ موٹر پر جلو میں اک کمالی ہے
سواری سے اتر تک حد استقبال تک پہنچے
اچکے کو دنے پڑھو میاں پنڈال تک پہنچے

کمشنر کی ضیافت کی کبھی پرواہ کی خاطر کی — غرض جس طرح کی ممکن ہوئی خاطر کی
خوشی منظر ہو میزباں کو ہر مسافر کی — کوئی پیچھی آئی اترے کشیوں خاطر کی
کوئی کہتا ہے دیکھیں کے کیا سامان بڑھتا ہے
کہ فرمائیں کی جیب یا اصلاح یہ آج آیا ہے

ڈنر کی دھوم یاں وہاں منظر قص کا سماں — وہ حالی رنگ جو علیب پوش تھا تاویر اں
یہی کچھ اس ملکی پرستاں ہیں جو قرباں — ہیں کیا تھے بیٹھ میزباں اچھی خوب ادا کی پری
مزہ آ کر کہ کی نکھرے دست کار ی کے
معلوم ہیں دیکھیں کیا ملتا ہے اسم دست راس کا

وہ بجاری علافہ نہیں کا چسپا کے ہیں — سر اونچے کے لیے موٹر لگا ہے دو میں
ہے حاضر خیمہ مرغ و سب سامان ٹھاٹے ہیں — مگر کچھ دال میں کالا نظر ہے کا ساتھ میں
یہ حق ہے نہ کہ تو کچھ یاں پانی مند ہے
کھلا ہے پیٹ میں فقیر اک نے کا بچھتا ہے

کے دیتے ہیں ہم تو بجز ہی کیا کرنا — سر محفل نہ تم کھیلے قوالی کا کچھ گلا کرنا
بہت کچھ شکر یہ سرکار کا بیٹھے ادا کرنا — کمال بنیا دکھا کر جھٹکوں ہی کہ سلیس جا کرنا
میاں بھوتو خی ثبت سے خوش ہو کے کیا دینگے
مگر صاحب عدالت سے تمہیں ڈگری دلا دینگے

خدا کے واسطے جیز کا اس ہو سے — کیا رہتے ہو کہ کہ دے سوا کی جگہ ہے
وہاں بیٹھے کی اس جیسے میں کم ہوتی جگہ — بس اک سروی فقط پرستاں حال ابن غیرت ہے
گرسنہ ہے سارہ ہے بہت مجبور ہے ساقی
کہاں جائیں کہ یاں سے ...... دور ہے ساقی

کو نواب سے نگر بالیں آ کے کھڑا کا — کہ جب نہیں جیا محل میں ہے تو ہے کس بات کا ڈر کا
غضب کا ہو جہاز میں بیٹھے کا گھر کا — نظر اندھا گیا ہے جھڑیں کیا صندل بستر کا
ملا خاتمہ کر بیٹھ گئی سالکو کے جنگل میں
نہ تم میرے نکلا خرید ستان کمل میں

نہ جب سطح کے آ جنگ دیدار میں آئے — نہ ایسے جشن کے سامان کسی سرکار میں آئے
کہیں سے کہاں کر سامان موٹر کار میں آئے — ویکھو کر ...... کے لگی بیگار میں آئے
نہ ایسے منتظم ہونگے ریاست میں نہ کورٹ میں
کہ یہ ہونے لگا کام ہے پیسہ کے پھر کشت میں

[illegible]

خبر لینا کہاں خوب صاحب منہ چھپائے ہیں ۔ تقاضہ کو بدولت پہ ٹھیکہ دار آئے ہیں
کرایہ دیسکے اپنے پاس سے سامان لائے ہیں ۔ مگر سرکار رست کھا نا اپنے دام پائے ہیں
کوئی کہتا ہے روداد و گرایہ ہم کو موٹر کا
کہیں بگڑا ہوا ہے رنگ ہوٹل کے منیجر کا

مزا ہو تو ہر بخل جو ہوٹل کھولدے ساقی ۔ ابھی سب جی مٹھیں اکبار گر تو بول دے ساقی
ترے مہمان ہیں یہ دام اور بے مول دے ساقی ۔ بجائے کیک کے دیسی مٹھائی تول دے ساقی
کچہری میں شہادت انکی ہے بے خطر لینا
اسی خرچے میں اس بل کو بھی تو محسوب کر لینا

ہوئی برخاست محفل لد گیا جھگڑے پہ میخانہ ۔ منیجر ہے نہ ہوٹل ہے نہ ساقی ہے نہ پیمانہ
پڑا ہوشیار نکلا سبکو سب کہتے تھے دیوانہ ۔ رہے گا یاد اس دعوت کا برسوں سب کو افسانہ
میاں پنچ اب کرینگے فیصلہ دعوت کی قسمت کا
ہے یہ اخبار کا پرچہ کہ سمن ہے شہادت کا

راقم ———————— م

نیا معیار

نوٹ:- چونکہ مضمون نگار کی زبان دریائے ٹیمس کے پانی سے دھلی ہوئی ہے اس لیے اسپر کسی قسم کا اعتراض کرنا کمال جسارت ہے ۔ بقول جناب یاس ”اپنا تصرف ہے کوئی مانے یا نہ مانے“ پس اگر جناب کو تعریف و تحسین کی عادت ہو تو داد دیجیے ورنہ ”نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا“

مولانا پنچ السلام علیکم ۔ معاف فرمایئے گا زیادہ القاب و آداب محض پرانی رسم ہے اور ماشاء اللہ آپ کا دربار تکلفات و انٹروڈکشن“ سے مستغنی ہے لہذا بدولت مناسب سمجھتے ہیں کہ بلا کسی رسمی تمہید کے سر رشتہ رقمطراز ہوں ۔

اما بعد آپ کے توسل سے ایک ان نیچرل شاعر کی مختلف طبعزاد مضامین جو خواہ مخواہ ایک طویل سلسلہ بن گئے ہیں) یکے بعد دیگرے نظر سے گزرے نہ پوچھیے راسد کسقدر روحانی صدمہ ہوا ۔ کیا معنی کہ اس نئی روشنی کے زمانے میں جبکہ ہر طرف آزادی کی پکار ہے کان پڑے آواز سنائی نہیں دیتی آپ کیا تجویز کرتے ہیں کہ علم ادب (ایک چیز ہے) حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قدما (آج کی بنائی ہوئی رکم ہے کہ ان کی دی ہوئی) بیڑیاں پہن لو جنکی غلامی کرو ۔ پرانے وقیانوسی شاعروں کی پیروی کرو انھیں کی ہم سرزمینوں میں منہ سے کلیلیں کرو ۔ سبحان اللہ کیا خوب معیار مرتب فرمایا ہے کہ یہ الفاظ ہیں ہندوستان کی سرزمین میں گونج کر رہ جاتے ورنہ اگر کہیں ہمارے مہذب یوروپی (عقلمنداں را اشارہ کافیست) زرا بھی بھنک پاجائیں تو واللہ ایسا ایسا بنائیں کہ ہم سب رو رو دیں ۔ کہاں تو ایک طرف ہمارا یہ دعوے کہ آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے اور کہاں دوسری طرف یہ نوبت معاذ اللہ !! ابھی بوڑھا قیانوسی سکے اب نہیں چلنے کے ۔ پرانا زمانہ لد گیا اور اپنے ساتھ اپنا کاٹھ کباڑ بھی لادے گیا بقول میاں ڈارون اگلے زمانے کا باوا آدم ہی نرالا تھا ۔ کون سمجھائے کہ برادرمن اس زمانے میں پھر نئے سرے سے غلامی (جو پابندی کا دوسرا نام ہے) کی تلقین کرنا دوپہر کے وقت بھاگ یا سوجنی الاپنے سے کم نہیں ۔

آپ ہی خدا لگتی کہیے کہ یہ چڑے کی زبان جو تیجر (خدا کا فنیشن ایبل نام ہے) نے ہم سب کو جو بعمل ارتقا ”انسان“ کہے جانے کے مستحق ہیں) ودیعت کی ہے کس طرح اصول و قواعد کے شکنجے میں کسی جا سکتی ہے ۔ صحیح غلط ہے یا نہیں ۔ اور فرض کیجیے آپ اپنی ہٹ پر اڑے ہیں اور معیار بھی ڈھال دیں تو بھی کیا ؟ کہنے والا اپنی من مانی کرے گا آپ اور ہم بکا کریں ۔ اصل یہ ہے کہ مارتے کا ہاتھ پکڑو مگر بولتے کی زبان کون پکڑے (آپ سمجھیے دانتوں کے بیچ میں ہے) بعض پنجابی بھائیوں کا خدا بھلا کرے پتے کی کہتے ہیں کہ تم آزاد پیدا ہوئے ہو اپنے کو قواعد و ضوابط کا پابند نہ بناؤ ۔ زبان کا کھیت بیکار پڑا ہے بیلچہ چاہو جوتو جو چاہو پیدا کرو موزوں شعر کہنے میں تکلیف ہو تو موزونیت کو بھاڑ میں جھونکو ، قافیہ ، ردیف کی بیڑیاں کاٹ ڈالو ۔ لوگ ہنسیں گے اپنا سر پھرائیں گے ؟ غور کرنے کی بات ہے کہ ہماری زبان کی یہ حالت کیوں ہے ؟ مہذب لوگ ہماری زبان پر کیوں ہنستے ہیں ؟ سب کا صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی آزادی کھو دی اور اپنے اوپر خود غیر ضروری پابندیاں عائد کرکے ہمیشہ کے لیے ترقی کا سد باب کر دیا ۔ جس نے پابندیوں کو ایک جھٹکے میں توڑ تاڑ کر (بقول آپ کے) اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی اسی کی اور قوموں نے تعریفیں کیں ۔ بڑے بڑے جگہدار خطابوں سے نوازا ۔ بتائیے آپ کے میر ، غالب ، آتش ، کو بھی ”سر“ ہونا نصیب ہوا ؟ یہ اور بات ہے کہ اپنے ہی ایسے چند تنگ خیال کسی کو ”ملک الشعراء“ بنا دیں کسی کو ”شہنشاہ سخن“ کہنے لگیں ۔ تو آجکل بھی ہزاروں ابوالبیان نظر الملک ابوالناطق لسان العصر وغیرہ وغیرہ جنکا جو جی چاہا بن بیٹھے یا مطلبی اخباروں نے جسکے آگے یا پیچھے مناسب سمجھا تین حرف بڑھا دیے ۔ آپ کے ”بادشاہ سخن“ یہیں لکھنؤ میں دیکھیے ، دگر دو گرکر ختم ہو گئے اب کہتے ہیں جوان بیچارے کے نزدیک بھی صحیح پہچانتے ہیں یہ ہیں آپ کے شاعر ! اور پھر ہم پر یہ تاکید کہ انھیں کی پیروی کرو کیا خوب !!! آپ نے عمر بھر میں ایک ”انجمن ترقی اردو“ قائم کی ، اسے بھی مشوق کی کمر سمجھیے کہاں ہے ؟ کدھر ہے ؟ اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھیے تو باچھیں کھل جائیں ۔ پنجاب کی ترقی پر غور کیجیے نت نئے رسائل شائع ہوتے ہیں ۔ شائد ہی کوئی ایسا منحوس مہینہ ہوتا ہوگا جسمیں بے فکر سے دس پانچ کتابیں نہ لکھ ڈالیں ۔ اور تو اور ”سرگزشت الفاظ“ جیسی ذمہ دار کتاب کہاں تصنیف ہوئی ۔ تو بات کیا ہے جو لوگ

اصطلاحات و محاورات کی بھول بھلیاں میں پھنسے ہیں سمجھتے ہیں جو میرے سودا جیسے نہیں اور ساسی نشہ میں اتنا غفیل چاروں خانے چت رہا دیں۔ نقد ہرن ہونے دیجیے تب پتہ چلے گا کہ خود کہاں ہیں اور کیسے کہاں پہونچ گئے۔

ہم گلا پھاڑنے سے رہے۔ کیونکہ نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ بجز این اندیشہ کہ اخفائے صدق بھی ایک جرم ہے اپنے فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ آپ کا جی چاہے کہانا جی چاہے عام عادت کے موافق ہنسی میں اڑا دیجیے صرف سلجی باتیں اس موقع پر لکھی جا سکتی ہیں باقی کسی آئندہ صحبت تک ملتوی۔

(۱) شاعری۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ تم عشقیہ مضامین یک لخت ترک کر دو یا خواہ مخواہ جی چاہے یا نہ چاہے طبیعت پر زور دے کر نظم لکھو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ معنا بنانا زیادہ آسان ہے اگر کوئی بحرالذکر کی کوشش اکثر لگا دخر پیدا کرتی ہے۔ عشقیہ شاعری کوئی بری چیز نہیں کیونکہ اس سے مجنوں و فرہاد کا نام چلتا ہے اور یہی وہ جانے گئے نفوس ہیں جن پر ایشیا جتنا ناز کرے کم ہے۔

ہر زندہ زبان میں جدت طرازی و جدت پسندی کا جذبہ ہے ایک اُردو زندہ لفظ ہے جس کے صحیح استعمال کی اُردو یونیورسٹی ذمہ دار ہے پیدا ہونا چاہیے۔ بغیر اس کے آجکل دنیا میں کام چلنے کا نہیں۔

معشوق کے تخیل میں حسب ضرورت تغیر و تبدل کر دیا جائے۔ معشوق کے لیے جو جو نام از قسم "یار" "صنم" "بت" وغیرہ وغیرہ رائج ہیں سب مذاق سلیم پر بار ہیں۔ صرف لفظ "مس" جملہ صفات معشوقانہ کو بخوبی واضح کر دیتا ہے مثلاً نزاکت۔ دلفریبی۔ شیریں کلامی۔ شوخی و شرارت وغیرہ ہر ایک صفت اس لفظ کا جزو لاینفک ہے۔ "جلاد" کا لفظ صریحاً نازک کا نقیض ہے اور اسلیے اسکا ترک یقیناً واجب ہے۔

معشوق کے لیے مذکر صیغوں کا استعمال نوجوانوں کے لیے ضرر رساں اور مخرب اخلاق ہے اس لیے اس کا ترک مستحب ہے نہ کہ واجب کیونکہ ہم کسی کی طبیعت کو پابند نہیں کرتے "دل" طبقۂ اناث ہی کی جاگیر نہیں ہے۔

"مبالغہ" جو "جھوٹ" کا شریفانہ نام ہے ظاہر ہے کہ قابل ترک ہے۔ بہتر ہوتا کہ بجائے اسکے کہ "بڑھا کر" بات کہی جائے اب سے "گھٹا کر" بات کہی جایا کرے۔ اخبار پڑھنے والے بخوبی واقف ہونگے کہ یہ کوئی بات نہیں اسکے ایجاد کا سہرا جناب "رائٹر" کے سر ہے اور ایک عرصے سے مروج ہے۔

(۲) قواعد کی پابندی اُس حد تک جائز ہے جہاں تک شاعر کو اپنے مافی الضمیر ادا کرنے میں دقت نہ ہو۔ باقی جھول ہے۔

(۳) عربی، سنسکرت اور انگریزی تینوں زبانوں کے لغات میں بھائی برادری قائم کی جائے۔ شادی بیاہ جائز سمجھا جائے۔ گویا "اسکول زبان" کو ترقی دی جائے یعنی اگر کوئی کہے کہ "آپ کونسی ورنیا پڑھتے ہو" یا "آپ کس کنٹری کے رہنے والے ہیں" تو فرسٹ کلاس سمجھ دیا جائے گا یا آپ نے سخت السلطت کی وغیرہ وغیرہ تو "گنگا جمنی زبان" سمجھ کر ہنسی نہ اڑائی جائے بلکہ جہاں تک ہو سکے پرانے الفاظ کے بجائے نئے الفاظ استعمال کیے جائیں۔ اس طرح سے "غیر مانوس" الفاظ مانوس ہو جائیں گے۔

(۴) پڑھے لکھے لوگوں کو زبان میں تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ پرانے تنگ خیال لوگوں کو جو "مہذب" علمی زبانوں سے ناواقف ہیں اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ ایک حد تک گستاخی ہے۔ "ادبار الملک" "دور زبان فطرت ادبار" کے کل مضامین جو اب تک اودھ پنچ میں شائع ہوئے ہیں قابل ضبطی قرار دیے جائیں۔

(۵) رسم الخط طے کرنے کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا جائے جس میں آدھے ممبر یورپین اور آدھے تعلیم یافتہ آزاد خیال ہندوستانی ہوں (یورپین اس وجہ سے کہ "مرشد" کی رہبری ضروری ہے۔ اور ہندوستانی اس وجہ سے کہ گھر کا معاملہ ہے) ہندوستانیوں کا انتخاب ہر فرقہ سے جدا جدا ہو۔ آبادی کا لحاظ یقیناً ضروری ہے تاکہ کسی فرقہ کے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔

آپ کیسی ساری تو بس بھائی کسی اور دن

راقم

رئیس التحریر کرمانی

سکریٹری انجمن تنزل اُردو

نوٹ۔ آپ کی خاطر ہے کہ یہ مضمون اس نمبر میں درج کر دیا گیا ورنہ ہم پہلے ہی اعلان کر چکے ہیں کہ جب تک سلسلۂ مضامین اصلاح اُردو ختم نہ ہو اسوقت تک تنقید و تردید کا سلسلہ شروع نہ کیا جائے۔ پنچ۔

بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا

مسلمانوں کے واسطے گزشتہ ہفتہ قیامت ہے کہ ترکی
ایک طرف تو خلیفہ کے ساتھ ہی خلافت کی گوشمالی کر دی
دوسری طرف شاہ ایران سے ایرانیوں کا یہ برتاؤ
کہ بس حضرت اور یورپ ہی رہیے اب اور قدم نہ بڑھائیے
تخت سلطنت پر خاتمہ بالخیر ہو گیا۔ آپ کو یورپ کی
ہوا پسند ہے تو بھی یورپ کی ادا پسند ہے آپ
وہیں رہیے اور شوق سے مزے اڑائیے۔ ہمیں
بھی کسی شاہ کی ضرورت نہیں۔ تیسری طرف ہمارے
پرانے فرمانروا ملک حجاز کی دھینگا دھینگی
کہ یاروں نے جھٹ سے خلافت لے کے
آخر اپنے اصل مرکز پر آ گئی۔ اگر کوئی اس کا وارث
خلافت اپنے کاروبار میں تو بچتے ہیں
مسند نشین
رہ گئے جب کسی سے ہو ...
وہ اعمال ہیں کہ ...
یہ ایسے انقلابات ہیں جن کی نظیر مسلمانوں کی تاریخ
میں کبھی نہیں ملتی۔ ہمارے ہندوستان کے ...
نمک حلال پنشن خوار ملائیتی دوستوں کا یہ ...
مشورہ کہ یار کوئی نہیں ملتا تو حضور نظام دکن
کو خلیفہ بنا لو۔ ... ہے تو ... نظر کا
جال پھیلاتے ہیں کہ تم سمجھتے تھے ایک خلیفہ کا
وجود مسلمانوں کے لیے ضروری ہے پھر اس
خلیفہ کے ماتحت نظام کی غرض سے فوجی
طاقت بھی لازمی ہے۔ ترکوں نے اپنے طرز عمل سے
دونوں خیال برطرف کر دیے۔ جرمنی سے ...
ہندوستان میں خلیفہ سازی کا ایک خاص ملکہ ہو گیا ہے۔
جسے کم کر دیں۔

ہمارے نزدیک اس قسم کی طعن و تشنیع کا علاج صرف
یہی ہے کہ مسلمانان ہند خاموش رہیں۔ جمعہ کے
خطبہ میں خلیفہ کا نام نہیں لے سکتے تو نہ سہی، اسلام
کی سلامتی منائیں۔

معزز روزنامہ عصر جدید سے ہم غازی مصطفے
کمال پاشا کے خیالات نقل کرتے ہیں یہ ایک ضروری
یادداشت ہے۔ اس سے معلوم ہو گا کہ انھوں نے
خلافت کے متعلق کوئی ظرافت صرف فرمائی ہے
اور اس سے زیادہ حضرت خلیفۃ المسلمین کا پیام
پر از ظرافت ہے آپ فرماتے ہیں "خلافت سے
دستبردار کون ہوا۔ میں ابھی تک خلیفہ ہوں۔
مجلس ملیہ انگورہ کہتی ہے اسے پنجروں کی
حقیقت کیا ہے"

اس سے بھی زیادہ بعض مصری مسلمانوں کا
یہ خیال مضحکہ خیز ہے کہ ایک پنچایت کی جائے
ساری دنیا کے مسلمان اسے منظور کرتے جائیں



ہندوستان: ہم بھی ایسی ہی گاڑی لیں گے؟
جان بل: اجی چلو نہیں۔ یہ ... بے وقوف۔ پرستان کی گاڑی اور
منطقہ حارہ؟ ریگستان؟
میاں آہستہ خرام ملکہ محترم

اور جیسے کے خلافت کا فیصلہ کریں۔ بہرحال یہ
تو مصیبت مگر دل لگی سے خالی نہیں۔ ہر قسم کی
دل لگی مباح ہے مگر نفاق و شقاق کی دل لگی سے
پرہیز لازم ہے۔ ترکوں کی مصیبت بڑھانا
یا ان سے ہمدردانہ تعلقات کا قطع کرنا
یا ان کے خلاف بک بک جھک جھک
خطرے سے خالی نہیں۔

غازی مصطفے کمال پاشا نے موسیو موریس پرنو
فرانسیسی اخبار نویس سے فرمایا۔
"جو جو تدبیریں ہم نے اب تک اختیار کی ہیں ان سب کو
ایک جملہ میں یوں ادا کیا جا سکتا ہے کہ ہم نے قومی
حکومت و سیادت کا اعلان کر دیا۔ اور مجھے امید ہے
کہ آپ ہمارے مقاصد پر غور کریں گے ترکی کا جبر پرانی
فرسودہ جسیب دور رہ تھا جبکہ ترکی سلاطین خلیفہ ہوتے تھے
بعد میں ایک سلطان نے اپنے نفوذ اقتدار اور دولت سے
کام لے کر خلافت حاصل کر لی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے اصحاب کو یہ حکم بیشک دیا تھا کہ زمین کے
ہر ہر حصے میں وہ دین اسلامی کی اشاعت کریں یہ
حکم نہیں دیا کہ وہ تمام حکومتوں کی سیادت کا ذمہ لیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں یہ بات
گذری بھی نہ تھی، اور کیا یہ ممکن بھی ہے
کہ کوئی خلیفہ اپنے فرائض کو کما حقہ ادا کرے
اور تمام دنیا کی اسلامی قوموں کے معاملات
کا نظم و نسق کرے؟ مجھے اگر ان شرطوں پر
خلیفہ بنایا جائے تو مجھے اقرار ہے کہ میں فوراً
استعفا دے دوں۔"

ہم کو چاہیے کہ تاریخ پر نظر ڈالیں اور حقائق
کی تلاش کریں عربوں نے بغداد کے اندر
ایک خلافت کی بنیاد ڈالی پھر اسی طرح
انھوں نے ایک دوسری خلافت قرطبہ میں
قائم کی۔ اور بقیہ ایران اور افغانستان
کے مسلمانوں نے کبھی قسطنطنیہ کے خلیفہ کو
تسلیم نہیں کیا کسی ایک خلیفہ نے تنہا
اپنے اعلیٰ روحانی فرائض کی ذمہ داری کی
واقعات اس کی شہادت نہیں دیتے، البتہ
کتابوں کی مدد سے ایک تخیل ہے جو قائم کر لیا گیا ہے
کسی زمانے میں بھی خلیفہ کی وہ حیثیت نہیں ہوئی
ہے جو کیتھولک مذہب کے اندر پوپ کی ہے، اور نہ
یہ قوت کسی خلیفہ نے ظاہر کی ہے۔ ہماری تعزی
اصلاحات پر جو اعتراضات اور نکتہ چینیاں ہو رہی
ہیں وہ سب کی سب حقیقت سے دور وہم و تخیل کا
نتیجہ ہیں وہ تخیل "اتحاد اسلامی" کا ہے جو آج تک
کبھی دنیا میں نہیں پایا گیا۔
تاہم ہم نے قدیم روایات کا لحاظ کرتے ہوئے
خلافت کو باقی رکھا ہے ہم خلیفہ کا احترام کرتے ہیں"



بالائے سرش بصد زرنگی
پرّاں دو فرشتہ فرنگی

اس کی اور اسکے خاندان کی تمام ضروریات کی کفالت کرتے ہیں، اس سے آگے یہ کہ صرف ترک ہی تنہا اسلامی قوم ہے جو عملاً خلیفہ کی تمام مادی ضروریات کی کفیل ہے جو لوگ ساری دنیا کی خلافت کا ذکر کیا کرتے ہیں آجتک وہ الگ بیٹھے رہے، اب وہ کیا کہتے ہیں؟ کیا تنہا ترک ہی خلافت کی ذمہ داریوں کو اٹھائے اور اسکے اقتدار اور نفوذ کو قائم رکھے رہیں؟ یہ کوئی بڑی زیادتی ہے۔

ہماری سیاست ہمارے دین سے جدا نہیں البتہ ہم سمجھتے ہیں کہ اسمیں دینی حیثیت سے خامی ہے اور ترکی قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے دین کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے، ہے یہی مذہب جو ہونا چاہیے اسپر وہ قائم رہیں میرا اعتقاد ہے کہ میرا مذہب ہرگز ترقی سے مانع نہیں، تاہم یہ قوم جس نے ترکی کو آزادی بخشی ہے اسکے اندر ایک اور مذہب بھی موجود ہے جو من گھڑت اور باطل عقائد کا مجموعہ ہے، وقت آئیگا کہ یہ بھی روشن خیال ہوجائینگے اگر یہ روشنی ہلاکت جو پہنچے تو یقیناً اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالدینگے، مگر ہم اس وقت انھیں نجات دلانے کے لیے موجود ہیں۔

لارڈ سسٹن صاحب کی خلیفہ سازی

چپ بولے تھے میں نہیں بولی تھی

ایک میاں تھے اُن کی چار بی بیاں تھیں چار دن تک یوں سمجھیے کہ کم بخت مقدر ہی تو ملا تھا اتفاقاً میاں کے دوستوں میں سے کوئی شخص بطریق مہمان وارد ہوا جب تک میاں گھر میں رہے بی بیوں کو چپکے چپکے بولنے کی ہدایت کرتے رہے باہر جانے لگے تو تاکید کرتے گئے کہ خبردار جو تم لوگوں نے آواز بلند کی گھر میں غیر شخص ٹھہرا ہے تمہاری آواز پہونچیگا تو جانے گا۔ میاں کے جانے کے بعد کچھ دیر تو بی بیاں خاموش رہیں مگر بھلا سوتوں کا اجتماع ہو اور ٹھنڈا جیتی خیر نہ ہو یہ کب ممکن ہے۔ ایک بی بی چولھے کے پاس روٹی پکا رہی تھیں کہ چولھا چراغ سے بتی گھسیٹ لے گیا۔ دوسری نے فوراً اعتراض جڑ دیا "اے بی اے بی ابھی تمھی بولیں ہو تو ہا بتی لے اڑ گیا" (یعنی تمھی بولی ہو چولھا بتی لے گیا) انھوں نے جواب دیا "اے بی تپ لہ میاں چھینیں ٹھے تو بتوں سے منہ چلیبنٹھے" (اری چپ رہ میاں سنیں گے تو جوتوں سے منہ کچلیں گے) تیسری نے کہا "تم ٹباٹل ٹلائی ہو تم بھی تو بولیں" (تم کیا ترلاتی ہو تم بھی تو بولیں) چوتھی کو تاب نہ ہوئی اپنے چپ رہنے کی تعریف فرمانے لگیں "اے اصد تیرا لاٹھ لاٹھ شکر ہے چپ بولے میں نہیں بولی" (اے اللہ تیرا لاکھ شکر ہے سب بولے میں نہیں بولی)۔

ہمارے لارڈ سسٹن صاحب کا مسئلہ خلافت میں دخل دینا اور پھر یہ کہنا کہ "ترکوں کا یہ فعل برطانیہ کے واسطے باغ و بہار ہے" بالکل "اے اللہ تیرا چھکل ہے" سے مشابہ ہے۔ اے حضرت ترکوں کا یہ فعل مذہبی حیثیت سے جو معنی رکھتا ہو وہ اہل مذہب جانیں لیکن سچ پوچھیے تو اسلامی مقبوضات کا بچاؤ اہل یورپ کی خباثت سے بغیر اس تدبیر کے ناممکن تھا اُن کو توقع ہے کہ خالص جمہوریت کے اعلان سے جس طرح یورپ کی دیگر طاقتیں سیپلیشن اور دوسرے ناجائز مطالبات سے محفوظ ہیں اسی طرح ہم بھی محفوظ رہینگے۔ اور ترکی جورو کی ترتوپو موقوف ہو جائیگی۔ باقی رہا سنی شیعہ کے اختلاف کا مسئلہ تو وہ قدیم سے ایک ہی حالت میں چلا آتا ہے شیعوں کو خلافت سے انکار ہے لیکن زوال حقوق اسلام پر انکے یہاں بھی دفاع واجب ہے خواہ کوئی خلیفہ ہو یا نہ ہو۔ اگر فی الواقع حفاظت اسلام و فلاح اہل اسلام عزل خلیفہ پر منحصر ہو تو نہایت سعید و مبارک ہے وہ خلیفہ جو اپنے ذاتی مفاد کو اسلام پر قربان کردے۔ جیسا کہ سلطان عبدالمجید نے کیا۔ انھوں نے مجلس ملیہ کی عزت رکھ لی اور اپنی ذات سے کسی قسم کی خونریزی نہ ہونے دی۔ سلطان عبدالمجید کا عزل بالغ نظر اشخاص کو پہلے ہی سے معلوم تھا چنانچہ ہندوستانی مسلمانوں کی نیابت میں سر آغا خان اور جسٹس امیر علی نے اسی وجہ سے مضمون چھپوایا تھا۔ خدا بھلا کرے ہمارے اخبار نویسوں کا بے سوچے سمجھے برافروختہ ہوگئے اور دونوں کو دل کھول کے خوب صلواتیں سنائیں۔ ایک لو تو یہی مصلحت سمجھ کر کے خاموش کر دیا "اب جب سیاں چھینیں ٹھے تو بتوں سے منہ چلیبنٹھے"۔

لارڈ سسٹن کو نصیحت کی ضرورت نہیں ہندوستانی مسلمان ہندوستان ہی کو اپنا قومی وطن سمجھتے ہیں اور بافعل برطانی حکومت کے ساتھ کوئی نئی پرخاش نہیں رکھتے۔ جو ہیجان اسوقت خلیفہ کی معزولی سے پیدا ہوا ہے وہ غیر متوقع خبر کے اچانک کان میں پہونچنے کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اگر یہ کوئی مذہبی بات ہے تو مختلف نام گنوانے یا پیش کرنے کا آپ کو حق ہی کیا ہے۔ سچ کہو لاٹ صاحب تم شیعہ ہو یا سنی؟

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

رکاب دوال کے گھٹے

ایک کمار صاحب ڈولی کندھے پر اٹھاتے اٹھاتے رئیس ہو گئے۔ خدا کی دین ہے اسمیں کسی کا کیا اجارہ ہے؟ ایک روز تمہارے ملازم کمار پانی بھر کے دیتا تھا اور کندھوں کے گھٹے (نشان) دیکھتا جاتا تھا۔ نودولت رئیس نے پوچھا "ارے رمچرنا کا تمہارا بات ہے دکیا دیکھتا ہے؟"

رمچرنا: "کا کہی کچھو سرکار، سرکار کے بلالگیں ہم معلوم دیت ہیں جیسے کہاروں کے ہوت ہیں"

رئیس: "دھت سسرے! یہ رکاب دوال کے گھٹا ہیں" (یہ رکاب کے تسمہ سے گھٹے پڑ گئے ہیں)

اگر یہ صحیح ہے کہ رکاب کے گھٹے پنڈلیوں کے بجائے کندھے پر آ جاتے ہیں تو ہماری گورنمنٹ کا یہ فرمانا بھی صحیح اور بالکل صحیح ہے کہ سکھ مسلح تھے یعنی بقول انہا جب سروتے خلال لکھنیاں کر بچھے۔ سوئی دھاگا، رستانی، رالپی، کھرپی، مسواک، دستے، چونے کی ڈبیاں۔ چمکیلے موگریاں، روٹا، چھالی، چمچے، دسپنا۔ کون سا ایسا ہتھیار تھا جو بغیر لائسنس کے پاس نہ تھا سب سے بڑھ کر تو یہ کہ شہزادے کی برات بھی ہے ... اگر ایک بیٹھے ہی روٹے بیٹھتے تو کیسی کیسی ہوتی اور کیا ہوتا ... اے حضرت

بہ سبب ترتیب سے چلے۔ وہ کسی ترتیب چلے دو تو کیسے خیریت ہوئی کہ ہم شطرنج کن بیٹھ گئے تھے۔ ہم جب سے وہ بدتمیزی اور با قاعدہ ترتیب کے ساتھ پسپائی کی نوبت نہیں آئی چاندی کی آن بان قائم رہی جہاں بھی باپ کی سکیں عزیز سپاہی کے سر سے آئی بلا گئی دیا یا آڑے آیا۔ ہماری بہادری میں جو مردود رنگ کرے وہ کافر ہے چھ چھ بیچے بولی گئی۔ ایک نہیں دو نہیں، غمارہ ہزار و ترتیب گرد وہ گرد کی باڑھ ماری گئی۔ آٹھ قدم پیچھا جانشین کے پیچھے دوڑا۔ اکثر رتبہ زندہ تو غیر مردوں نے گولی کھائی کے بعد منہ پھر جانا یا سیلی بجلی جیسا تک آنکھیں دکھائیں ات است تو یہ ترجمہ جب وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے تھے بستی کے شیروں کا کلیجہ کانپنے لگتا تھا۔

لیکن جس وقت ایک بین سیکھ نکالنے والے نے دریافت کیا کہ حضرت یہ تو بتائیے اس دہشت اور دھڑکے میں کتنی مارک جائیں آپ کی طرف سے کام آئیں کتنے سے کتنے دبلے کتوں کی نکلی ہی نہ بھی کتوں کو بھی روتا یا تو سر جھکا کے کہہ دیا۔ جی ایک کا بال بھی بیکا نہیں ہوا کسی کو بھی نہیں پھٹی۔ چھینک بھی نہیں آئی۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا۔ نشانہ خالی گیا یہ تو کیا ہر بار خالی گیا؟۔

یہ جی اور نہیں تو کیا۔ کیا اکثر نشانے خالی نہیں جاتے اسمیں تعجب کا محل کون سا ہے۔ کباب دوال کی رگڑ سے جو گھنٹے پڑتے ہیں وہ اکثر آنچھو ہو کے حلق میں اور پھر حلق سے نشانے پر آ رہتے ہیں۔ باور نہ ہو تو سائنس دانوں سے پوچھ لیجیے۔ دور کیوں جائیے کمال الدولہ فقیس یار جنگ بہادر بہادر یہیں موجود ہیں رہی پھرنا کہا ہی مر نہیں گیا ہے اور جی جانا تو کیا تھا وارنٹ بھیج کے بلا لیتے۔ وہ نہاں دنیا و بچھڑنا کا قحط ہے۔ آپ کے اقبال سے ایک نہیں تیس دبچھڑنا چھڑپ ہے جاتی ہے ہوں ہوں ہے تئے موجود ہیں۔ بحمد اللہ کالی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ہندو قومیں تلواریں کنوؤں سے نکل رہی ہیں یا نکالنے کی تدبیر زیر تجویز ہے۔ اگر یہ خبریں صحیح ہیں۔ تو کیا استغاثہ کنوؤں کی جانب سے حکام ریاست کے سامنے پیش ہونا چاہیے اسلیے کہ کنواں ہے ریاست کا تیغ کی آب اور سکھوں کے پانی میں بہنا پڑا نہیں خشکی اور تری کا فرق سکھوں کو کنویں بیچارے پر حملہ کرنے کا حق نہ تھا۔

خوجی سپاہیوں سے نہیں نہ چاہا تو کنوئیں پر شستا ہارا اگر نا بیچارہ مقصود نہ تھا اور صرف کنوئیں پر ٹیکا ارادہ تھا تو ڈھیلے کو فی تھے وہ بیلی دھار سے کاٹا کیوں ساتھ لائے۔ ضرورت ہے شیر کی خونی سے مشورہ کی دیکھیں کون نرم دل کنوئیں بجا سکتا ہے۔

چال بازی کے سوالات

شہر کے ایک بے غابے صاحب شام کو جب شہر کے نکلتے اور امارت دکھانے کو بڑی بڑی دوکانوں پر گھس جایا کرتے تھے۔ مگر افلاس چھپانے کی ترکیب نہایت سستی تھی۔ مثلاً جوہری کی دوکان پر گئے یہ دیکھا وہ دیکھا کچھ انگوٹھیاں نکلوائیں کچھ زیور لیے بیٹھے اسکے بعد کہنے لگے کیوں جی۔ جڑاؤ بائیسکل بھی تمہارے یہاں ہے میں ایک خالص سونے کی بائیسکل چاہتا ہوں جسکی مشین ایک لال ہیرے کی ہو۔ جوہری بیچارا صورت دیکھنے لگا امیر آدمی سمجھ کے چپ ہو رہا کہا ابھی تو اسوقت حضور بائیسکل تو تیار نہیں ہے۔

آگے بڑھے بزاز کی دوکان کا جائزہ لیا گٹھڑ کے گٹھڑ ادھر سے ادھر کرائے چلتے وقت فرمائش کر دی ارے بھئی پردے کی گدی بھی تمہارے یہاں ہے یا نہیں۔ وہ بھی خاموش ہو رہا۔ گھڑی کے سوداگر پر دھاوا کر دیا چند ساعت تضیع اوقات کے بعد کہنے لگے یار مجھے ایک مرغے کی اچاری در کار ہے جسمیں گھڑی لگی ہو۔ میں نے سنا ہے ایک بو... نے مونچھوں میں لٹکانے کی ایک گھڑی ایجاد کی ہے اگر وہ بازار میں آ جائے تو فوراً مجھے اطلاع دینا۔

فی الحال ایک جج صاحب کو انٹرنس پاس محرر کی ضرورت تھی۔ اشتہار دینے کی دیر تھی کہ دھڑا دھڑ درخواستیں آنے لگیں۔ امیدواروں کا گروہ صاحب کے بنگلہ پر نازل ہو گیا۔ آپ نے انکا امتحان لینا شروع کر دیا۔ مگر سوالات کا پرچہ شاید ہمارے بے فکرے دوست کے مشورے سے تیار کیا۔ مسٹر بالڈون کی سوشمری پارلیمنٹ کے فرائض کسٹم کا تیغ۔ لارڈ کرزن کی شادی کا خرچ مسز سٹنلی ایو کے پتلون کی قیمت۔ مسٹر لائڈ جارج کو کٹ خنا وغیرہ کیلیے ایسے ہی بے تکے سوالات تھے۔ بات کا جواب دینا ذرا کا فرض ہے۔ نوکری کون ہی ہوئی ہے ان خانہ بدوشوں نے بھی زور شور کے ساتھ جواب لکھ دیے۔ مثلاً مسٹر بالڈون ونگ چڑے کے کبابوں کی تجارت کرتے ہیں ابھی کم سن ہیں آپ سگریٹ کا دھواں جمع کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ پارلیمنٹ ایک عجائب خانہ ہے جسمیں ہاتھی کے برابر چھپکلیاں جمع کی گئی ہیں جسکا ایک ایک ہی چوہا ہے ریشمی کپڑوں پر عاشق ہے جہاں پاتا ہے کتر ڈالتا ہے۔ مسز سٹنلی ایو کا پتلون بہت وزنی اور خوشبودار ہے یہ پتلون ۱۰ سال سے دھلا نہیں گیا۔ خوشبودار ہونے کے باعث عطر فروشوں نے ڈھائی لاکھ تک اسکی قیمت لگائی ہے۔ لائڈ جارج بہت خوبصورت آدمی ہیں پہلے ہیں مگر پھر بھی ٹوپیاں چبانے پر آمادہ رہتے ہیں۔ اکثر آپ نے لوہے کے چنوں پر چوٹ کی ہے۔

ہمارے جج صاحب نے جواب چھپوا کے تقسیم کر دیے کہ دیکھو انٹرنس پاس ہندوستانی ایسے نالائق ہوتے ہیں نقل راچہ عقل۔ اخبار والوں نے بھی شائع کر دیے۔ اور سوالات پر غور نہیں کیا کہ ایک انٹرنس کا طالبعلم محض محرری کا امیدوار رہا ہے ایسے امور کا جواب کیا دیگا یہ کس اسکول میں پڑھائے جاتے ہیں ان مضامین کو محرری سے کیا تعلق۔ جج صاحب کو نالائقی کا ثبوت حاصل کرنا تھا غرض پوری ہو گئی۔ کاش ہمکو جج صاحب کی لیاقت آزمانے کا موقع ملتا تو ہم بھی ان سے پوچھتے سنڈے کے کباب کس نرخ سے بکتے ہیں۔ اور اسکو شائع کر دیتے کہ سنڈے کے متعلق جج صاحب کا علم ناکافی ہے لہذا جج کا عہدہ انکے لیے نا زیبا ہے۔

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ذائقہ بھی اور راگ بو جاء مضمون نگاروں کی قابلیت، ایڈیٹر کی استعداد سے انہیں کافی واقفیت ہو گئی اُنکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں بچ رہتے ہیں اُن کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب نمونہ کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہٰذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظرین کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی وادبی فوائد محسوس ہوں اور نیز مضمون بھی اُنکے مذاق کے موافق ملجائیں تو دوام وصول۔ ورنہ پنچ بھی بیزار قسمت کھائی، ما بخیر شما بسلامت۔

(۲) نمونہ پسند آتے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے اے حضرت منی آرڈر بھیجئے کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود مولانا پنچ کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہ ہو۔

۳۔ بعض قدردان دفتر سے ختم مدت خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچے اس بیچ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تا کہ فائل ناقص نہ رہے۔ اُنکی تعمیل ارشاد مرف ایسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں موجود ہو۔

(۴) جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف ۲ ہفتہ کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں ہفتہ در ختام کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجئے اور پرچہ منگا لیجئے۔

(۵) اگر یہ پرچہ (پنچ) ملک کے لیے آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانے سے بڑا حق قدردانی ادا نہیں ہوتا بلکہ اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی امکانی کوشش بھی فرمائیے۔ خیر الناس من ینفع الناس والسلام۔

مینجر

اعلان باحلف

قیمت ... عہ — مجرب ...

دعا مفید المحبت مع موہنی منتر

دعویٰ ہے اگر آپ کسی معشوق کے مبتلا ہیں وہ آپ کو نہ ملتا ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا کسی حاکم افسر کو مہربان کرنا چاہتے ہوں یا حسب منشا شادی کرنا چاہتے ہو تو فوراً اہل اسلام دعاء محبت اور اہل ہنود موہنی منتر منگا کر آزمائیں موہنی منتر سے صرف تین یوم میں اور دعاء محبت سے دو یوم میں شرطیہ معشوق مل جاتا ہے دعاء محبت صبح کے وقت صرف ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہے جو پانچ منٹ میں ختم ہوتی ہے موہنی منتر تین یوم پڑھا جاتا ہے پرہیز کچھ نہیں ہے یہ دو سارے عمر اور غربا سے بجز علاوہ محصول لیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس حلفیہ اعلان پر بھی اعتبار نہ کریں آپ کی قسمت۔ چند کتب زہر عشق کامل عمل، فسانہ دلفریب عمر مفتاح الغیب عہ ماہ پیکر عہ لذت النسا باتصویر عہ ملنے کا پتہ:

بہار عشق بکڈپو ڈاکخانہ نانوتہ ضلع سہارنپور

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے بچا ہوا پرچہ واپس نہ لیے جائیں گے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۰ء کی تھوڑی ہی جلدیں جمع ہو سکیں شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد للعہ علاوہ محصولڈاک

(۲) جلد ۱۹۲۰ء کے دو نمبر اعلیٰ نمبروں میں، انشاپردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد عہ۔ علاوہ محصولڈاک

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

اگر ہماری دوا

چیچک چلنے کے بچوں کو کل چار سنہ پلائی جائے تو ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیشہ عمر بھر ان کو

چیچک نہیں نکلے گی

ریکھنا ہمیشہ نہیں

یہ کوئی منتر جنتر نہیں ہے خواہ مخواہ ٹیکا لگانے اور آبلہ دو بخار کی زحمت سے قطعی نجات۔ ایک بچہ کے استعمال کے قابل دوا کی قیمت عہ۔ علاوہ محصولڈاک

المشتہر مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

نرخنامہ اشتہارات اودھ پنچ لکھنؤ (پیشگی)

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک ہفتہ	[illegible]	ہم	[illegible]	[illegible]
دو ہفتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰
ایک ماہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دو ماہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تین ماہ	۱۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چھ ماہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مندرجہ بالا نرخنامہ رعایتی ہے اب کوئی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اتفاقی اشتہارات کے لیے ہر سطر بحساب فی قلم کے سرکاری اشتہار کے لیے ... فی اشاعت

مینجر

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ چند تیر بہدف ادویہ

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت و توانائی پیدا کرنے کی نایاب دوا ہے جسکا مثل و نظیر ملنا مشکل ہے قوت مردمی کے اضافہ کرنے میں بےنظیر ہے خون کو بڑھاتی و حرارت اصلی میں ہیجان پیدا کرتی ہے بیماری و حرارت و رقت و جریان کی کثرت کو دور کرتی ہے اور نا امیدوں کی امید کو بڑھاتی ہے بڈھوں کو لطف شباب جوانوں کی طاقت میں تیزی پیدا کرتی ہے آج تک سیکڑوں نامراد اور برسوں کے مایوس اطلاق اس سے صحت ہو چکے ہیں - اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری حد تک استعمال کی جائے تو قوت اسے بھی خاصی افزودنی ہو - قیمت فی ۴۰ خوراک مع محصول ڈاک عہ

طلائے مسیحی

اعضاب کی تقویت میں بےنظیر ہو گئی ہوئی طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ سے رگیں خراب ہو گئی ہوں انکے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے عرصہ میں اپنا فائدہ دکھاتا ہے - مایوسوں کی امید کو بڑھاتا ہے اور معمولی شکایتوں میں تو وہ افزود کرتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے -

فی شیشی عہ

[illegible] عنبری و آتشہ خاص الخاص

[illegible] سے تیار کیا گیا ہے وہ [illegible] ہے جسکی [illegible] ہندوستان میں شہرت ہے [illegible] اطباء [illegible] ملک کے لئے تیار ہوتا تھا - [illegible] خاص طور پر تیار کیا ہے تاکہ عوام [illegible] بھی [illegible] نہایت قیمتی [illegible] اور ادویات سے عشق مشک و عنبر و تازہ میووں کے [illegible] سے تیار کیا گیا ہے مقوی اعضاء رئیسہ باضم طعام [illegible] سرخ و سفید کرنے والی - جگر و دل کو دور کرنیوالا [illegible] بواسیر میں مفید - گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا - قوت مردمی کو بڑھانیوالا ممسک ہے [illegible] و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے - فی بوتل عہ [illegible] روپیہ [illegible] ایک گلاس ہوتا ہے نہ مفت -

حلوائے [illegible]

[illegible] مقوی [illegible] اعضاء رئیسہ [illegible] [illegible] ہے قوت مردمی کی [illegible] [illegible] دونوں امور کے مقابلہ میں [illegible] ہے اگر [illegible] کے بعد [illegible] ہے تو یہ ممسک ہے [illegible] کے مرض کو دور کرتی ہے

قیمت فی بکس ۴۰ خوراک عہ

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

خط لکھتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے　منیجر دواخانہ معدن الادویہ گوٹہ سہیہ اسٹریٹ لکھنؤ　فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

علم سفینہ گو بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے　　نا ایں حال جبکہ صد ہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے -

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صد ہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں - لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں - انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نازش بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا - فی الحقیقۃ مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم کی اشاعت عنقریب ہونیوالی ہے اور قیمت اُن خریداروں کے واسطے جو پہلے سے خریداری کی درخواست روانہ کریں گے پانچ روپیہ مقرر کیجاتی ہے - حصہ اول کی قیمت فی جلد - محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار -

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی

وہ بےنظیر کتاب جس نے ترویج ہوا میں گرہ لگا دی

اور

ایک گراموفون کی طرح سرودں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پہلو پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصہ دوم

زیر طبع ہے حصہ دوم میں مصنف نے اساتذہ فن کے علم سینہ

[illegible] سے چھپکر باہتمام محمد [illegible] حسین مالک و ایڈیٹر شائع ہوا -